بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کی اصل تقویٰ ہے

اللہ رب العزت فرماتا ہے: لن ینال اللہ لحومھا ولا دماوھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم

ترجمہ: اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

(پارہ ۱۷، سورۃ حج، آیت ۳۷)

قربانی کا ثواب

حضرت زید ابن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ: یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے باپ ابراہیمؑ کا طریقہ (انکی سنت) ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پھر اس میں ہمارے لے کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ پس صوف کے بارے میں کیا حکم ہے یارسول اللہ ﷺ؟ فرمایا صوف (دنبہ، بھیڑیا اور اونٹ کے اون) کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔

(ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۳۳، احمد بحوالہ مشکوۃ ج ا ص ۹۲۱)

حضرت حسین بن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے حسن اعتقاد اور ثواب کی نیت سے قربانی کی تو یہ قربانی اس کیلئے دوزخ سے نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔'' (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ ''قربانی کا جانور جب ذبح ہوتا ہے تو پہلے قطرہ پر قربانی کرنیوالے کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور مع اپنے خون اور گوشت وغیرہ کے لایا جائیگا اور ستر درجہ وزنی بنا کر اعمال کی ترازو میں رکھا جائیگا۔'' (کنزالعمال)

قربانی سب سے زیادہ محبوب عمل ہے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل نہیں جو خدا کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب ہو وہ ذبح کیا ہوا جانور

قیامت کے دن اپنے سینگ، بالوں اور کھروں کیساتھ آئیگا اور قربانی کا خون قبل اسکے کہ زمین پر گرے بارگاہ خداوندی میں قبول ہوتا ہے لہٰذا تم اس کیوجہ سے (قربانی کر کے) اپنے نفس کو خوش کرو۔ (ترمذی ج۱ص۲۷۵، ابن ماجہ ج۲ص۲۲۳)

قربانی واجب ہے

ہر صاحب نصاب کی طرف سے قربانی واجب ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھر میں ایک قربانی ہو جانا کافی ہے لیکن خوب یاد رکھنا چاہئے کہ گھر کے جتنے افراد پر قربانی واجب ہو، اُن میں سے ہر ایک کی طرف سے (ایک حصہ) قربانی کرنا واجب ہے۔ مثلاً اگر میاں بیوی دونوں صاحب نصاب ہوں تو دونوں کی طرف سے قربانی (کا حصہ) لازم ہے۔ اسی طرح اگر باپ بیٹا دونوں صاحب نصاب ہوں تو خواہ اکٹھے رہتے ہوں مگر ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی (کا حصہ) واجب ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کو وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (ابن ماجہ ج۲ص۲۳۲، احمد وابن ابی شیبہ واسحاق ابن راہویہ وابو یعلیٰ موصلی ودار قطنی وحاکم)

مرحومین کی طرف سے اور غیر صاحبِ نصاب کی طرف سے بھی قربانی جائز ہے

ابو داؤد ج۲ص۳۸۵، اور ترمذی ج۱ص۲۷۵ کی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میّت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرما رہے اور (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔

امت کو حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کرنے کی سعادت کا موقع حاصل ہے

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ان کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں ان کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد ج۲ص۳۸۵، ترمذی ج۱ص۲۷۵، مسند احمد ج۱ ص۱۰۷)

کس عمر کے جانور کی قربانی کرنی جائز ہے

’’حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم (قربانی میں صرف) مسنہ جانور ذبح کرو، ہاں اگر مسنہ نہ پاؤ تو پھر بھیڑ یا دنبہ کا جذعہ ذبح کرلو۔ (مسلم ج۲ ص ۱۵۵)

اونٹ پانچ سال کا، گائے، بیل اور بھینس دو سال، بکری، بھیڑ، دنبہ ایک سال کا ’’مسنہ‘‘ کہلاتا ہے۔

قربانی کے حصّے

قربانی کے جانور اونٹ، گائے، بیل، بھینس میں سات حصّے ہوتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قربانی کیلئے) ایک گائے اور ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔ (مسلم ج۱ ص۴۲۴، ابوداود ۲ ص ۳۸۸)

فربہ جانوروں کی قربانی بہتر ہے

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے سینگ دار فربہ دنبہ کی قربانی کرتے تھے جو سیاہی میں دیکھتا تھا یعنی اسکی انکھوں کے گرد سیاہی کھاتا تھا یعنی اس کا منہ بھی سیاہ تھا اور سیاہی میں چلتا تھا یعنی اس پاؤں بھی سیاہ تھے۔ (ترمذی ج۲ ص ۲۷۵، ابوداؤد ج۲ ص ۳۸۶، نسائی ج ۲ ص ۲۰۴، ابن ماجہ ج۲ ص ۲۳۳)

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی جائز نہیں

اندھے، کانے لنگڑے، ٹوٹے ہوئے سینگ والے اور کان کٹے ہوئے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ہم ایسے جانوروں کی قربانی کریں جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اور کان کٹے ہوئے ہوں۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی ج۱ ص ۲۷۵-۲۷۶)

(۱) جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہو۔ چوتھا پاؤں رکھا ہی نہ جاتا ہو یا چوتھا

پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا تو اسکی قربانی درست نہیں۔ واضح لنگڑا یہی ہے اور جو چلتے وقت پاؤں ٹیک کر چلتا ہے۔ اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے، لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ وہ واضح لنگڑا نہیں ہے۔

(۲) وہ جانور جو اندھا ہے یا کانا ہے۔ ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ روشنی چلی گئی ہے تو اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

(۳) ایسا بیمار جانور جو گھاس نہ کھاتا ہو اس کی قربانی بھی درست نہیں۔

(۴) اتنا دُبلا مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو، اور اسکی علامت یہ ہے کہ وہ پیروں پر کھڑا نہ ہوسکتا ہوں، اسکی قربانی بھی درست نہیں۔ اور اگر دُبلا تو ہے مگر اتنا دُبلا نہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ مگر تازے جانور کی قربانی زیادہ بہتر ہے۔

(۵) جس جانور کا سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی بھی درست نہیں۔ البتہ پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں یا سینگ کا خول اتر گیا ہو یا گری (اصل سینگ) کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہو تو اسکی قربانی درست ہے

قربانی کا ایک خاص حق

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو کھلا پلا کر خوب قوی کیا جائے کیوں کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

ایام قربانی

قربانی کے ایام تین دن (۱۰ویں، ۱۱ویں، ۱۲ویں ذی الحجہ) ہیں اس پر اجماع ہے اس کے خلاف نہ حضور اکرم ﷺ کے کسی فعل سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و کبار تابعینؒ (جو حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے) سے اس کے خلاف سنا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ "قربانی یوم الاضحیٰ اور اسکے بعد دو دن ہے اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ ان تک اسی کے مثل حضرت علیؓ سے بھی روایت پہونچی ہے۔" (مؤطا امام مالک ص: ۱۸۸، ۱۸۹)

آدابِ قربانی

(۱) جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے پانی پلائے (بھوکا پیاسا) رکھنا مکروہ ہے (۲) مذبح (جائے ذبح) میں لے جاتے وقت گھسیٹ کرلے جانا مکروہ ہے (۳) آسانی سے گرائے بیجا سختی کرنا مکروہ ہے (۴) قبلہ رُخ بائیں کروٹ لٹائے (کہ جان بآسانی نکلے) اسکے خلاف کرنا مکروہ ہے (۵) چار پیروں میں سے تین باندھے (۶) چھری تیز رکھے، کُند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے (۷) چھری کرنا ہوتو جانور سے چھپا کر تیز کریں جانور کے سامنے تیز کرنا مکروہ ہے (۸) جانور کولٹانے سے پہلے چھری تیز کرلیں بعد میں چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص ایک جانور کو پچھاڑ کر چھری تیز کرنے لگا یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا "تم بکرے کو ایک سے زائد موت دینا چاہتے ہو (۹) ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرنا مکروہ ہے (۱۰) لٹانے کے بعد فوراً ذبح کرے بے فائدہ دیر کرنا مکروہ ہے (۱۱) سختی سے ذبح نہ کرے کہ سر الگ ہوجائے یا حرام مغز (گردن کے اندر کی سفید رگ) تک چھُری اتر جائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (۱۲) گردن کے اوپر سے ذبح کرنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں جانور کو زائد از ضرورت ایذا رسانی ہے۔ (۱۳) ذبح کے بعد جانور سرد ہونے سے پہلے گردن علیحدہ نہ کرے اور نہ چمڑا اتارے کہ یہ مکروہ ہے ۔(ہدایہ، درِمختار شامی وغیرہ۔)

مذکورہ بالا احکام قربانی کے جانور کیساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر ذبح کیلئے ہے۔

ترکیبِ قربانی

قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر خود نہ کرسکے تو دوسرے سے ذبح کرائے، جانور پیاسا نہ ہو، قبلہ رخ لٹائے اور یہ آیت پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ ''میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر، اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے ۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی او رمیرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے ۔اس کیلئے کوئی شریک نہیں ہے اور میں اسی کا حکم کیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔

اَللّٰھُمَّ مِنکَ وَلَکَ   پھر   بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۔ترجمہ: اے اللہ اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب محمد ﷺ سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۔(اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو مِنِّیْ کی بجائے لفظ مِنْ فُلَانٍ کہے اور فلانٍ کی جگہ اس کا نام لے لے)(بحوالہ مشکوٰۃ ج ا ص ۱۲۸)

قربانی کے بعد کی دُعا

''اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ''ترجمہ: ''اے اللہ اس قربانی کو مجھ سے قبول فرما جیسے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ہے۔''

قربانی کے بعد کی دعا کا ثبوت

مشکوٰۃ شریف ''باب فی الاضحیۃ'' میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت عائشہؓ کی حدیث ذکر کی ہے کہ ''آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح فرمایا پھر یہ دعا فرمائی '' بسم اللہ اللّٰھم تقبل من محمد و آل محمد و من اُمۃ محمد'' (ص ۱۲۷)

فتاویٰ

حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں (۱) بہتا ہوا خون (۲) غدود (۳) مثانہ (۴) پتہ (۵) نر کی پیشاب گاہ (٦) مادہ کی پیشاب گاہ (٧) کپورے (خصیئے)

کلیجی اور تلی حلال ہے

کلیجی اور تلی وغیرہ پکا کر یا آگ پر سینک کر کھانا جائز ہے۔

حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے

حلال جانور کی اوجھڑی (صاف کی ہوئی) حلال ہے۔ چالیس دن دعا قبول نہ ہونیکی بات غلط ہے۔

ناجائز ہے

ذبح سے پہلے زندہ جانور کا چمڑا بیچنا یا خریدنا (سودا کرنا) ناجائز ہے۔

گوشت کی تقسیم

قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لیے جائیں۔ ایک اپنے گھر کیلئے، دوسرا رشتہ دار واحباب کیلئے اور تیسرا فقراء اور محتاجوں کیلئے۔ لیکن اگر اہل وعیال زیادہ ہیں اور گوشت کی خوب ضرورت ہے تو اپنے گھر کیلئے رکھ سکتا ہے۔ صدقہ نہ کرے۔ (مسائل عیدین وقربانی)

مصرف چرم قربانی

چرم قربانی کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے البتہ شرعاً اسکی اجازت ہے کہ چرم قربانی کو اپنے صرفہ میں لاوے جیسے اس کی چھلنی یا مشک یا ڈول یا جاءنماز بنوالی جاوے تو درست ہے۔ اگر اس کو فروخت کردیا جائے تو اسکی قیمت کو زکوٰۃ کے مصرف میں صرف کرنا ضروری ہے۔ رقم چرم قربانی کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں ہے۔

قربانی میں عقیقہ کا حصہ درست ہے

عقیقہ ساتویں روز مستحب ہے۔ لیکن اگر عقیقہ نہ کرسکا تو قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۰)۔ [بڑے جانور میں عقیقہ کیلئے لڑکے کا دو حصہ اور لڑکی کا ایک حصہ ہوگا۔]

کچھ اشکالات اور اس کے جوابات

اشکال:۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسا سینگ والا مینڈھا لانے کا حکم فرمایا جو سیاہی میں چلتا ہے، سیاہی میں بیٹھتا ہے، سیاہی میں دیکھتا ہے ۔(یعنی اسکا سر، پیٹ اور آنکھ کا حلقہ سیاہ تھا) پھر فرمایا: اے عائشہ! میرے پاس چھری لاؤ پھر ارشاد فرمایا اسکو پتھر سے تیز کردو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تیز کیا۔ پھر آپ نے چھری کو اور مینڈھے کو لیا اس کو لٹا کر ذبح کر کے فرمایا بسم اللہ اے اللہ (اسکو) محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیطرف سے اور امت محمد ﷺ کی جانب سے قبول فرما اسکی آپ نے قربانی فرمائی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶، ابوداود ج ۲ ص ۳۸۶، طحاوی ج ۲ ص ۳۰۲)

اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات سے بعض لوگ یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ ایک بکری یا ایک بکرا قربانی کیلئے پورے گھر کی طرف سے کافی ہے۔

جواب:۔ بڑی حیرت کی بات ہے جو حضرات ایصال ثواب کے منکر ہیں وہ حضرات اس روایت اور اس کے ہم معنی روایات کو اپنے موقف (ایک بکری یا ایک بکرا قربانی کیلئے پورے گھر کی طرف سے کافی ہے) کی دلیل میں بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں اور اپنے ہی عقیدے کے خلاف دلیل پیش کرتے ہیں۔ دراصل مذکورہ روایت اور اس کے ہم معنی روایات کا صحیح محمل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے آل محمد اور پوری امت کو صرف ثواب میں شریک فرمایا ہے۔ علامہ رملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک بکری تو صرف ایک شخص کیطرف سے کافی ہوگی، رہا آپ ﷺ کا فرمان: اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّةِ مُحَمَّدٍ تو یہ نفس ثواب میں شرکت پر محمول ہے اداء قربانی پر نہیں۔ اور ثواب میں شریک کرنے سے سب کیطرف سے وجوب ساقط نہیں ہوگا۔ تہذیب میں ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض کم فہم لوگوں نے آپ ﷺ کے ارشاد گرامی: ھٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّعَمَّنْ وَّجَدَ مِنْ اُمَّتِیْ سے یہ سمجھ لیا کہ آپ ﷺ نے انکو اپنی نفس قربانی میں شریک کیا ہے۔ لہٰذا ایک جماعت ایک بکری میں شریک ہوسکتی ہے۔ اور اس پوری جماعت کو ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو اس امت کے کسی فرد کو کسی قربانی کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور آپ ﷺ کے ارشاد

لرامی: مَنْ وّجد سَعَةً فلَمْ یُضَحّ کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا ہے۔ اگر ایک بکری کی قربانی پوری جماعت کی طرف سے کفایت کر جاتی تو نہ کرنیوالوں کے بارے میں کوئی وعید نہ ارشاد فرمائی جاتی۔ اسلئے کہ آپ ﷺ نے انکی طرف سے قربانی کردی ہے۔ (الجوائر النقی علی سنن البیہقی ج۹ ص ۲۶۵)
علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بکری میں ایک سے زائد کی شرکت جائز نہیں ہے اس پر اجماع ہے۔ قَالَ النَّوَوِیُّ وَاجْمَعُوْا عَلٰی أَنَّ الشَّاۃَ لَایَجُوْزُ الْاِشْتِرَاکُ فِیْھَا (نووی شرح مسلم ج ا ص ۴۲۴)

خلاصہ:۔ ہر صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے، ایک بکرا یا ایک بکری ایک پورے گھر والوں کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ صرف ایک شخص کی طرف سے وجوب ساقط ہوگا۔

اشکال:۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا یا میت کی طرف سے قربانی کرنا بدعت ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔ اوران کی طرف سے قربانی کرنے سے قربانی نہیں ہوتی۔

جواب:۔ ابو داؤد ج ۲ ص ۳۸۵، اور ترمذی ج ا ص ۲۷۵ کی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میّت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمارہے اور (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ان کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں ان کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۸۵، ترمذی ج ا ص ۲۷۵، مسند احمد ج ا ص ۱۰۷)

غیر مقلدین کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع ہوا جس میں لکھا تھا کہ میت کیطرف سے قربانی نہیں ہے اوراس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے اور ترمذی شریف کا حوالہ دے کر حدیث پیش کی، اورامام ترمذی شریف کے قول کو پیش کیا کہ یہ غریب ہے۔ اور یہ بھی لکھا کہ یہ روایت ضعیف (کمزور) ہے۔ جبکہ ضعیف یا کمزور کا لفظ امام ترمذیؒ نے نہیں لکھا ہے یہ پمفلٹ شائع کرنیوالے کی

طرف سے جملے کا اضافہ ہے۔حدیث غریب ہونے کی وجہ سے ضعیف نہیں ہوتی ورنہ صحیح بخاری کی پہلی حدیث ''اِنَّــمَــا الاَعْــمَــالُ بِــالنِّيَّــاتِ......'' بھی غریب ہے تو کیا اسے بھی ضعیف مانا جائیگا۔پمفلٹ میں ابوالحسناء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مجہول ہے۔اور حنش کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کثیر الوھم ہے۔شریک کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ نا قابل اعتبار ہے۔جب کہ یحی ابن معین نے کہا ہے وہ معروف نہیں۔اور ابوالحسنات کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ثقات میں سے ہیں۔اور یہ یادرکھنے کی بات ہے کہ میت کیطرف سے قربانی کہ کرنیکا حکم مباح یا مستحب میں سے ہے اور مباح اور مستحب کیلئے ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔جمہور امت کے پاس میت کیطرف سے قربانی کرنے کیلئے حدیث تو موجود ہے (اگر تسلیم کرلیا جائے کہ وہ ضعیف ہے، جب کہ ضعیف نہیں بلکہ حسن ہے) لیکن میت کی طرف سے قربانی کو بدعت کہنے والے غیر مقلدین کے پاس صرف ان کا قیاس ہے دلیل میں کسی قسم کی حدیث موجود نہیں ہے۔امت حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتی ہے اور یہاں غیر مقلدین اپنے قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔

جبکہ حضرت عائشہ ،ابوھریرۃؓ ،حضرت جابرؓ ،اور حضرت ابورافعؓ ،سے بھی روایات منقول ہیں کہ حضورﷺ نے اپنی امت کیطرف سے بھی قربانی کی جس میں زندہ مردہ سب شامل ہیں۔میت کیطرف سے قربانی کرنیکی دلیل میں بہت سی احادیث موجود ہیں مثلاً ابوداؤد ج۲ ص ۲۸۵ ،ترمذی ،ج ۱ ص ۲۷۵ اور مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۷ وغیرہ میت کیطرف سے قربانی نہ کرنے کا موقف فی زمانہ تمام طور پر غیر مقلدین کا ہے۔اس لئے حضور اکرم ﷺ کی طرف سے اور میت کی سے بھی قربانی کرنا ثابت ہے۔غیر متعلق بحث چھیڑ کر امت کو گمراہ کرنے سے باز رہنا چاہیئے۔

اشکال:۔غیر مقلدین کا ایک پمفلٹ نظر سے گذرا اس کا عنوان ہے ''بھینس کہاں سے آئی''۔

اس میں تحریر کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ انعام کی آیت ۱۴۳۔۱۴۴ میں جن جانوروں کو ان کے ناموں کے ساتھ قربانی کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔وہ نر و مادہ ملا کر چار جوڑے یعنی کل آٹھ جانور ہیں۔(۱) اونٹ۔اونٹنی (۲) گائے۔بیل (۳) بھیڑ۔بھیڑنی (۴) بکرا۔بکری۔ان جانوروں

کے علاوہ قربانی یا عقیقہ کرنا ثابت نہیں۔ آگے لکھا ہے کہ "کیا چاروں جانوروں کی نسلیں ختم ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے علماؤں کو اجتہاد کے ذریعے بھینس لانی پڑی۔" اور یہ بھی لکھا ہوا ہے "جو شخص ہمارے دین میں اضافہ کرے جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔"

جواب:۔ مشرکین کے کچھ باطل خیالات تھے مثلاً کچھ مویشیوں کو صرف اپنے لئے مخصوص کر دیا۔ اور کہا کہ ان کا استعمال ہر شخص کیلئے جائز نہیں ہے نیز یہ بھی کہ "جو چیز ان مویشیوں کے پیٹ میں سے نکلتی ہے وہ خالص ہمارے مردوں کیلئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے۔" اللہ تعالیٰ نے ان کے ان باطل خیالات کی تردید کرتے ہوئے یہ آیات نازل فرمائی۔ لیکن پمفلٹ شائع کرنیوالے نے ان آیات میں معنوی تحریف کر ڈالی اور یہ لکھا (۱) اونٹ۔ اونٹنی (۲) گائے۔ بیل (۳) بھیڑ۔ بھیڑنی (۴) بکرا۔ بکری صرف ان جانوروں کو قربانی کیلئے مخصوص کیا۔ جبکہ حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ ان آٹھ جانوروں کے علاوہ آپؐ نے دنبہ کی قربانی اور عقیقہ کیا۔ اور دنبہ پمفلٹ شائع کرنے والے کی اس فہرست میں شامل نہیں ہے۔ اگر لکھنے والا یہ کہے کہ بھیڑ اور دنبہ ایک قسم کی نسل ہے تو اسی طرح گائے اور بھینس ایک قسم کی نسل ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے والجواميس والبقر سواء لان اسم البقر يتنا ولهما اذ هو نوع منه .

ترجمہ:۔ اور بھینس اور گائے برابر ہے اسلئے کہ لفظ اسم "بقر" گائے اور بھینس دونوں کو شامل ہے اسلئے وہ (بھینس) اس (گائے) کی قسم سے ہے۔ (ھدایہ ص ۱۹۰ ج ۱)

پمفلٹ شائع کرنے والے کی معنوی تحریف کی وجہ سے وہ تمام الزامات حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور محدثین کرام پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ جو اس نے علماءِ کرام پر عائد کیا ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ) پمفلٹ شائع کرنے والا غیر مقلدین کے قبیل سے معلوم ہوتا ہے اور غیر مقلدین زکوٰۃ کے سلسلہ میں بھینس کو گائے پر قیاس کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ گائے کی ہے وہ زکوٰۃ بھینس پر عائد کرتے ہیں۔ لیکن قربانی کے سلسلہ میں بھینس کو گائے پر قیاس کرنے سے انکار کرتے ہیں جو کہ اس مثل کے مصداق میں "گڑ کھائے اور گلگلہ سے پرہیز" زکوٰۃ جو فرض ہے اس پر قیاس جائز اور قربانی جو ان کے نزدیک سنت ہے اس میں ناجائز یہ کون سا پیمانہ ہے؟ اور پمفلٹ شائع

کرنیوالا توبہ کرے اور تحریری معافی نامہ شائع کرے، جیسا کہ یہ اس ''مردود پمفلٹ'' کو شائع کیا ہے۔اس کی بجائے ایسا شائع کرنا تھا۔

''چوتھا دن کہاں سے آیا؟''

قربانی کے ایام تین دن (دسویں، گیارھویں، بارھویں ذی الحجہ) ہیں اس پر اجماع ہے۔اس کے خلاف نہ حضور اکرم ﷺ کے کسی فعل سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ اکرامؓ و کبار تابعینؒ (جو حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔) سے اسکے خلاف سنا گیا۔اگر ایسا نہیں ہے تو

(۱) قرآن کریم کی صریح آیت پیش کیجئے جسمیں چار دن کی قربانی کا حکم ہو۔

(۲) صرف ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے جسمیں چار دن کی قربانی کا ذکر ہو۔

(نوٹ:۔غیر مقلدین قرآن کریم کی آیات یا احادیث غیر صریحہ سے قیاس نہ کریں کیونکہ قیاس کرنا انکے نزدیک شیطان کا کام ہے۔انہیں چار دن کی قربانی کی صریح آیات یا صحیح صریح احادیث پیش کرنا چاہئے)

اتنے دلائل کے باوجود اگر غیر مقلدین کٹ حجتی کریں تو ان سے درج ذیل سوالات کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ جو الفاظ حدیث میں موجود نہ ہوں ان الفاظ سے دعا نہ کی جائے۔

(۲) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری طرف سے قربانی نہ کی جائے۔

(۳) ''قربانی کے چار دن ہیں'' اس کی صحیح صریح حدیث پیش کیجئے۔

(۴) صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔

(۵) ایک صحیح صریح حدیث پیش کیجئے کہ قربانی کے جانور میں عقیقہ نہ کیا جائے۔

☆☆☆